ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک

ازھار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار

۱۳۰۵ھ

صلوٰۃ الاسرار کی بادِ صبا سے غنچوں کے پھول

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک

۵ ھ ۳ ۱

ازھار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار

(صلوٰۃ الاسرار کی بادِ صبا سے غنچوں کے پھُول)

(نمازِ غوثیہ سے متعلق اہم نکات اور اس کے پڑھنے کا طریقہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

شکرالك یامن بالتوسل الیه یغفر کثر الذنوب ، وحمدالك یامن بالتوکل علیه یجبر کسرالقلوب ، اسألك ان تصلی وتسلم وتبارك علی سراج افقك ، وملجأ خلقك ، وافضل قائم بحقك ، المبعوث بتیسیرك ورفقك ، رحمة للعٰلمین ، وشفیعا للمذنبین ، وامانا للخائفین ، ویسرا للبائسین (سختی حاجتمنداں) ، وبشری للأئسین (نا امیداں) ، محمد ﷺ النبی الرؤف الرحیم ، الجواد الکریم ، العلی العلیم ، الغنی الحی الحکیم الحلیم ، مصحح الحسنات ، مقیل العثرات ، قاضی الحاجات ،

تیرا شکر ہے اے ایسی ذات جس کی طرف وسیلہ پیش کرنے سے کثیر گناہ معاف ہوتے ہیں اور تیری حمد ہے اے وُہ ذات کہ جس پر توکل سے شکستہ دلی ختم ہو جاتی ہے ، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہُوں کہ رحمت ، سلامتی اور برکتیں نازل فرما اُس پر جو تیری کائنات کا چراغ اور تیری مخلوق کا ملجا اور تیرے حق کے لئے قائم لوگوں سے افضل اور تیری سہولت اور مہربانی لے کر مبعوث ہونے والے رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین اور ڈرنے والوں کے لئے امان اور حاجت مندوں کی سہولت اور نا امید ہونے والوں کے لئے بشارت رؤف ، رحیم نبی ، کرم والے سخی ، بلند مرتبہ ، بڑے علم والے ، غنی ، تابندہ ، حکمت والے ، بُردبار ، نیکیوں کو بنانے والے ، غلطیوں کو مٹانے والے ، حاجتوں کو پُورا کرنے والے ، مرادیں

واهب المرادات ، صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلی اٰله الطاهرین ، واصحابه الطاهرین ، وازواجه الطیبات امهات المؤمنین ، واولیاء امته الکاملین العارفین ، وامناء ملته الراشدین المرشدین ، لاسیما علی هذا الفرد الفرید ، الغوث المجید ، الغیث المجید ، واهب النعم ، سالب النقم ، کاسب العدم ، صاحب القدم ، جود الجود وکرم الکرم ، ملاذ العرب ومعاذ العجم ، مناح العطایا ، مناع الرزایا ، القطب الربانی ، الغوث الصمدانی ، سیدنا ومولٰنا ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی ، رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وارضاه ، وجعل حرزنا فی الدارین ، اٰمین اٰمین یا ارحم الراحمین ، واشهد ان لا اله الا اللّٰه وحدهٗ لاشریك له ، واشهد ان محمدًا عبده ورسوله بالرحمة ارسله ، صلوات اللّٰه وسلامه علیه ، وعلی کل محبوب ومرضی لدیه ، اما بعد فقد سألنی الفاضل الکامل ، جمیل الشمائل ، جامع الفضائل ، والفخر الجسیم ، والشرف العظیم ، مولانا الشاه محمد ابراهیم القادری المدراسی الحیدرآبادی ، جعله اللّٰه من اولی الایادی ، وحفظه من شر الاعادی ، اجازة الصلٰوة الغوثیة ، المبارکة المرضیة ، المعروف عندنا بصلٰوة الاسرار ، المجربة مرارًا لقضاء الاوطار ، ودفع الاشرار ، تحسین ظن منه بهذا العبد

بَر لانے والے ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین اور حق کو ظاہر کرنے والے صحابہ اور اس کی پاک ازواج پر جو مومنین کی مائیں ہیں اور اس کے کامل ، عارف اولیاء امت ہدایت یافتہ ، رہنما ، اس کی اُمت کے امینوں پر خصوصًا ایسی یکتا ، منفرد ، غوث بزرگی والے ، برکت دینے والی بارش ، انعامات دینے والے ، محروموں کو بنانے والے ، تسلط والے ، سخیوں کے سخی ، کریموں کے کریم ، عرب و عجم کی جائے پناہ ، عطیات دینے اور مصیبتوں کو دفع کرنے والے ، قطب ربانی ، خدائی مدد ، ہمارے آقا و مولیٰ ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی پر رضی اللہ عنہم اور جس کو وہ راضی کرے اور اس کو دونوں جہانوں میں ہمارے لئے محفوظ خزانہ بنائے آمین آمین یا ارحم الراحمین ، اور میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور گواہ ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور اس کے خاص رسول ہیں جن کو اس نے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو اور ہر اس پر جو اس کا محبوب اور پسندیدہ ہو۔ اما بعد کامل فاضل ، اچھے اخلاق والے ، فضائل کے جامع ، بڑے فخر ، عظیم شرف والے ، مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری مدراسی حیدرآبادی (اللہ تعالیٰ ان کو صاحبِ قوت بنائے اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے) نے مجھ سے "صلوٰۃِ غوثیہ" مبارک پسندیدہ جو کہ ہمارے ہاں "صلوٰۃ الاسرار" کے نام سے معروف ہے کی اجازت طلب کی ، یہ صلوٰۃ الاسرار قضائے حاجت اور دفعِ شر کے لئے بارہا مجرب ہے ، انھوں نے مجھ فقیر ، حقیر ، اپنے نفس پر ظلم

الظلام، الکثیر الاثام، الفقیر الاذل، الحقیر الارذل، عبد المصطفٰی احمد رضا، المحمدی السنی الحنفی، القادری البرکاتی البریلوی، لطف اللّٰه به، وعفا عن ذنبه، واصلح عمله، وحقق امله، مع انی لست هنالك، ولا اهلا لذلك، لکنی اجبته بالانقیاد، واجزته بالمراد، رجاء البرکة لی وله فی الدنیا والاٰخرة، ان ربنا تعالٰی هو اهل التقوی واهل المغفرة، کما اجازنی بها سیدی و مولای، وسندی وماْوای، شیخی ومرشدی، وکنزی وذخری لیومی وغدی، تاج الکاملین، سراج الواصلین، حضرة السید الشاہ اٰل الرسول الاحمدی، المارهری، رضی اللّٰه تعالٰی عنه بالرضی السرمدی، بحق روایته لها واجازته بها عن شیخه الاجل، وعمه الابجل، الامام الاکمل، والکرم الاشمل، والقمر الاجمل، فرد عصره، وقطب دهره، ذی الفیض العظیم والفضل المبین، حضرة ابی الفضل شمس الملة والدین، السید الشاہ اٰل احمد اچھے میاں المارهری، رضی اللّٰه تعالٰی عنه بالرضوان الابدی، عن ابیه العریف، النبیه الغطریف، البحر الطمطام، والحبر الصمصام، ذی الفناء والبقاء، والوصول واللقاء، حضرة السید الشاہ حمزة العینی المارهری علیه الرضوان الدائم من العلی القوی، بسنده المسلسل کابرا

کرنے والے، نہایت گنہگار، عبد المصطفٰے احمد رضا، محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے ہُوئے یہ سوال کیا (اللہ تعالٰی ان پر مہربانی فرمائے اور ان کو معاف فرمائے اور ان کے اعمال کو درست فرمائے) حالانکہ میں اس قابل نہیں ہُوں اور نہ ہی اس کا اہل ہوں لیکن ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہُوئے میں ان کو اس کی اجازت دیتا ہُوں یہ امید کرتے ہوئے کہ دنیا و آخرت میں ہم دونوں کے لئے باعثِ برکت ہو (تقوٰی اور مغفرت کا مالک صرف اللہ تعالٰی ہی ہے) (ان کو میری طرف سے اجازت ہے جیسا کہ مجھے میرے آقا، مولٰی، جائے اعتماد، ماوٰی اور میرے شیخ، مرشد، سہارا، خزانہ اور میرے آج اور کل کے ذخیرہ اور کاملین کے تاج، واصلین کے چراغ، حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ عنہ نے مجھے اجازت دی جیسا کہ ان کو روایت اور اجازت ملی، ان کے عظیم شیخ اور اُن کے بزرگوار چچا، کامل امام، وسیع کرم، خوبصورت چاند، اپنے زمانہ کے منفرد اور قطبِ عظیم فیض اور واضح فضیلت، حضرت ابوالفضل، ملت او دین کے سورج، سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور ان کو اپنے والدِ گرامی عارفِ کامل، مضبوط فہم، بحرِ بیکراں، پختہ ماہر، صاحبِ بقا و فناء، صاحبِ وصول و حضور، حضرت شاہ حمزہ عینی مارہروی (ان پر اللہ تعالٰی کی دائمی رضا) سے اسلاف در اسلاف سے ان کی مسلسل، سند سے، جوان کو بلند دربار، مضبوط چوکھٹ، مخلوق کے مرجع دربار قادریہ (وہاں کے رہنے والوں اور وہاں کے

عن كابر، عن الحضرة الرفيعة، والسدة المنيعة، مرجع البرية، الحضرة القادرية، على حضارها وخدامها رضوان القادر، فان اصلها ماثور بطرق عديدة، عن الحضرة المجيدة، كما ذكره العلماء، منهم الامام ابوالحسن نورالدين على بن جرير[عه] اللخمى الصوفى الشطنوفى فى بهجة الاسرار، والامام الاجل عبدالله بن الاسعد اليافعى الشافعى، والفاضل على بن سلطان محمد القارى الهروى المكى، والشيخ المحقق شيخ

خدام پر اللہ تعالٰی کی رضا ہو) سے حاصل ہوئی کیونکہ "صلوٰۃ الاسرار" کا ثبوت متعدد طرق سے منقول ہے برگزیدہ دربار سے جیسا کہ اس کو بہت سے علماء نے ذکر فرمایا ہے جن میں امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی صوفی شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں، اور امام اجل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی و فاضل علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی اور شیخ محقق علماء ہند کے شیوخ کے شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ

[عه] يجب ان يعلموا انه ليس بابن جهضم الذى تكلم فيه الذهبى على دابه مع الصوفية الكرام فى "الميزان" فانه مقدم على سيدنا الغوث رضى الله تعالٰى عنه بزمان وهذا معاصر الذهبى وبينه وبين سيدنا واسطتان صحب المولى اباصالح قاضى القضاة نصرا صحب اباه سيدى عبدالرزاق صحب اباه سيدنا الغوث الاعظم رضى الله تعالٰى عنهم وقد وصفه الذهبى نفسه فى "طبقات القراء" بالامام الاوحد وكذلك الامام الجلال السيوطى فى "حسن المحاضرة" اما نسبة الذهبى كتاب بهجة الاسرار الى ذلك فان كان له ايضا كتاب اسمه هذا فذاك والا فاشتباه عظيم واجب التنبيه ۱۲ (م)

یاد رہے کہ یہ ابن جہضم نہیں ہیں جن کے اولیاء کرام کے بارے میں خصوصی نظریات پر ذہبی نے اعتراض کیا ہے کیونکہ وہ غوث اعظم سے بہت پہلے کے ہیں اور یہ امام ذہبی کے معاصر ہیں جبکہ ان کے اور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے درمیان دو واسطے ہیں، انھوں نے قاضی القضاۃ نصر کی انھوں نے اپنے والد اور انکے والد نے حضرت عبدالرزاق کی انھوں نے اپنے والد حضرت غوث اعظم کی صحبت پائی جن کو خود امام ذہبی نے "طبقات القراء" میں ذکر فرمایا اور امام سیوطی نے بھی "حسن المحاضرہ" میں ذکر کیا، امام ذہبی کا ابن جہضم کی طرف کتاب بہجۃ الاسرار کو منسوب کرنا جب درست ہوگا جب اس نام کی کوئی کتاب ان کی ہو ورنہ یہ نسبت درست نہیں ہے بلکہ ان کو اشتباہ ہوا ہے ۱۲ (ت)

شیوخ علماء ھند عبد الحق بن سیف الدین المحدث الدھلوی وغیرھم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین انہ قال سیدنا ومولٰنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ من توسل بی فی شدۃ فرجت عنہ ومن استغاث بی فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی بعد المغرب رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم یخطو الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ یذکر فیہا اسمی قضی اللہ تعالٰی حاجتہ[لہ] **قلت** وفرجت وقضیت تحتملان صیغۃ المجہول لواحدۃ غائبۃ، وصیغۃ المعلوم للواحد المتکلم وعلی ھذہ ترجمۃ الشاہ ابی المعالی رحمہ اللہ تعالٰی فی التحفۃ القادریۃ، وایاما کان فالحاصل واحد، او لٰھما تحتمل الحقیقۃ الباطنۃ الذاتیۃ[عہ] والظاہرۃ[عہ] المستفادۃ،

علیہم اجمعین سے منقول کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے کسی مصیبت میں میرا وسیلہ دیا تو اس کی مصیبت ختم ہوگی، اور جس نے اپنی حاجت کے لئے مجھ سے مدد مانگی تو اس کی حاجت پوری ہوگی، اور جس نے نمازِ مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھا اور پھر عراق کی جانب گیارہ قدم میرا نام کہتے ہوئے چلا تو اللہ تعالٰی اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔ **قلت** "فرجت" اور "قضیت" دونوں صیغے، واحد غیب مونث مجہول اور واحد متکلم معلوم بن سکتے ہیں، اور شاہ ابو المعالی نے "تحفۂ قادریہ" میں واحد متکلم معلوم کا ترجمہ فرمایا ہے (یعنی میں اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کروں گا) بہرحال جو بھی صیغہ ہو ماحصل ایک ہے کیونکہ پہلا صیغہ ہو تو یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ذاتی باطنی حقیقت کا احتمال ہے جبکہ دوسرا

عہ وھی التی تثبت بالذات من دون عطاء ولا الاستناد الی جعل وھذا مختص بصفات اللہ سبحنہ وتعالٰی فحسب ۱۲ (م)

عہ وھی التی حصلت بالعطاء ولا ثبوت لہا الا بالجعل وھکذا جمیع صفات المخلوق کالعلم والقدرۃ والعطاء والعون حتی الوجود ۱۲ (م)

[1] یہ بالذات ثابت ہے عطاء اور جعل کی طرف منسوب نہیں، اور یہ صرف اللہ تعالٰی کی صفات سے مختص ہے اور بس۔ (ت)

[2] یہ صرف عطاء سے حاصل ہے اس کا ثبوت اللہ تعالٰی کے عطا فرمانے پر ہے جیسا کہ مخلوق کی تمام صفات ہیں مثلاً انسان کا علم، قدرت، عطا، امداد حتّٰی کہ مخلوق کا وجود بھی عطائی ہے۔ (ت)

لہ بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراہم مطبوعہ مصطفٰی البابی الحلبی مصر ص ۱۰۲

والاخرى تتعين للاخير والمرجع ما ذكره رضي الله تعالٰى عنه اٰخرا بقوله قضى الله تعالٰى حاجته ان الٰى ربك المنتهٰى، **ثم** ان لمشايخنا قدست اسرارهم ورحمنا الله تعالٰى بهم في هذه الصلٰوة طريقتين، صغرٰى، وكبرٰى، والمعمول عندنا الاسهل الاشمل من حيث السوغ لكل احد من دون الاختصاص بالقائمين في مجالى الشهود الهائمين في فيافي الوجود هي الطريقة الانيقة الصغرى، **صفتها** بحيث يكون كالشرح للفظ الكريم ويتضمن مختارات هذا العبد الاثيم، ان **من** عرضت له حاجة دينية او دنيوية **صلى بعد صلٰوة** المغرب بسنتها **ركعتين** من غير فريضة ناويا صلٰوة الاسرار تقربا الى الله تعالٰى وهدية لروح سيدنا الغوث الاعظم رضي الله تعالٰى عنه، وان جدد لهما الوضوء فهو اضوء، وقد عهدنا ذلك من النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم في صلٰوة الحاجة، والا فهو بسبيل من الرخصة فان توضأ فليحسن وضوءه هكذا امر النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم ذلك المكفوف بصره واحب الى ان يقدم صدقة[عه] فانها اسرع في

صیغہ، ظاہری حاصل کردہ حقیقت کا معین احتمال ہے لیکن بہتر وہ ہے جس کو خود حضور غوث اعظم نے بعد میں یُوں ذکر فرمایا ہے کہ "اللہ تعالٰی اس کی حاجت پُوری کرے گا کیونکہ تیرے رب کی طرف ہر چیز کی انتہی ہے"۔ پھر ہمارے مشائخ (رحمہم اللہ تعالٰی اور ان کے سبب ہم پر رحم فرمائے) نے اس نماز کے بارے میں دو طریقے بتائے ہیں، ایک مختصر اور دوسرا طویل ہے، اور ہمارے ہاں جو مروّج ہے وہ آسان اور جامع اور ہر ایک کے مناسب ہے یہ مرتبۂ شہود پر فائز لوگوں یا مرتبہ وجود میں طالبین کے لئے مخصوص نہیں، یہ بہترین طریقہ اختصار والا ہے۔ اس کا طریقہ ایسا ہے جو خود لفظ (صلٰوۃ الاسرار) کی شرح جیسا ہے اور اس عاجز بندے کا پسندیدہ ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی، تو وہ مغرب کی نماز کے بعد سنّتوں کے ساتھ دو رکعت "صلٰوۃ الاسرار" کی نیت سے اللہ تعالےٰ کی قربت اور حضور غوثِ اعظم کی روح کو ہدیہ کے لئے پڑھے اور اگر اس کے لئے نیا وضو کرے تو یہ نور ہوگا کیونکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ایک نابینا کو یہ فرمایا تھا ورنہ نیا وضو ضروری نہیں، مجھے تو یہ پسند ہے کہ صلٰوۃ الاسرار پڑھنے سے پہلے کوئی صدقہ کرے کیونکہ یہ عمل کامیابی جلدی لاتا ہے اور مصیبتوں کے دروازوں کو خوب بند کرتا ہے جبکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے مناجات کیلئے

[عه] الافضل الاسرار بنص القرآن وهي

صدقہ میں افضل یہ ہے کہ پوشیدہ دے کیونکہ قرآن کا

(باقی بر صفحہ آئندہ)

الانجاح واسد لابواب البلاء، وقد امر الله تعالٰی من یناجی رسوله ان یقدموا بین یدی نجوٰىهم صدقة، فنجوی الله احق مع ان هٰذه الصلوٰة تشتمل علی نجوی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ایضاً، والوجوب وان نسخ رحمة من الله تعالٰی فلا مریة فی الاستحباب هٰذا ویقرأ فیها بعد الفاتحة ماتیسر من القرأن فان قرأ الاخلاص احدی عشرة مرة فهو احسن حتی اذا سلم حمد الله تعالٰی واثنی علیه بما هو اهله، بافضل الصیغ[عـه] الواردة عن النبی صلی الله

پہلے صدقہ دینے کو اللہ تعالٰی نے حکم دیا، تو اللہ تعالٰی سے مناجات میں اور زیادہ بہتر ہے باوجودیکہ اس نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مناجات موجود ہے، اگرچہ اس صدقہ کا وجوب منسوخ ہوچکا ہے جس میں اُمت کی آسانی ہے مگر استحباب کے طور پر جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس نماز میں فاتحہ کے بعد کوئی آسان سُورت پڑھے بہتر ہے کہ سُورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے تو بہت اچھا ہے، نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا اس کی شان کے مطابق بجالائے اور اس میں بہتر وُہ الفاظ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تقی مصارع السوء کما فی الحدیث و فضائلها اکثر من ان تحصی والاحسن ان یتصدق بزوجین بفضل ذلك ورد حدیث وفلسان زوجان وخبزان زوجان ومن لم یجد فودعتان زوجان والودعة خرمهرة ۱۲ (م)

یہ حکم ہے، اور یہی بُرے احتمال سے بچاؤ ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے، اور اس میں بہت زیادہ فضیلت ہے، اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ میں جو دے، دو کی تعداد دے، دو پیسے، دو روٹیاں، اگر اور کچھ نہ پائے تو کم از کم دو خرمہرے دے ۱۲ (ت)

[عـه] کقوله اللهم لك الحمد حمدا یوافی نعمك ویکافئ مزید کرمك وقوله اللهم لك الحمد انت قیم السمٰوٰت والارض ومن فیهن ولك الحمد انت ملك السمٰوٰت والارض ومن فیهن ولك الحمد انت نور السمٰوٰت

اور جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اے اللہ! تیرے لئے ایسی حمد جو تیری نعمتوں کے برابر ہو اور مزید کرم کو کفایت کرے، اور حضور کا ارشاد کہ تیری حمد کہ تُو آسمانوں اور زمین کا نگران ہے، اور تیری حمد کہ تُو آسمانوں اور زمین اور ان میں ہر چیز کا مالک ہے، اور تیری حمد کہ تُو زمین اور آسمانوں اور ان میں

(باقی اگلے صفحہ پر)

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ لایقدر احد ان یحمد الاحد کحمد احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومن احسنھا اللھم ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبرکا فیہ کما تحب ربنا وترضی ملأ السموٰت وملأ الارض وملأ ما شئت من شیئ بعد، ومنھا اللھم لک الحمد حمدا دائما مع دوامک ولک الحمد حمدا خالدا مع خلودک ولک الحمد حمدا لامنتھی لہ دون مشیتک ولک الحمد حمدا دائما لایرید قائلہ الا رضاک ولک الحمد حمدا عند کل طرفۃ عین وتنفس کل نفس،

بطور حمد وثنا پڑھے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام سے بڑھ کر بہتر حمد اور اچھی ثنا کوئی نہیں کرسکتا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بہترین محامد میں ایک یہ ہے: اے اللہ! ہمارے رب! تیرے لئے کثیر، طیب، مبارک حمد جیسے تجھے پسند ہے اور تو راضی ہے، زمینیں اور آسمان اور ہر وہ چیز بھر کر جس کو تو چاہے۔ اور ان میں سے ایک اور یہ ہے: اے اللہ! تیرے لئے دائمی حمد جیسا کہ تیرا دوام ہے اور تیری حمد جو باقی رہنے والی ہو تیری بقاء کے ساتھ، تیری ایسی حمد جو تیری مشیئت کے بغیر ختم نہ ہو اور ایسی دائمی حمد جس کو بیان کرنے والا صرف رضا کا طالب ہو، اور تیرے لئے ایسی حمد جو آنکھ کی ہر پلک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والارض ومن فیھن وملک الحمد وقولہ اللھم لک الحمد فی بلائک وصنیعک الی خلقک ولک الحمد فی بلائک وصنیعک الی اھل بیوتنا ولک الحمد فی بلائک وصنیعک الی انفسنا خاصۃ ولک الحمد بما ھدیتنا ولک الحمد بما اکرمتنا ولک الحمد بما سترتنا ولک الحمد بالقرآن ولک الحمد بالاھل والمال ولک الحمد بالمعافاۃ ولک الحمد حتی ترضی ولک الحمد اذا رضیت یا اھل التقوی واھل المغفرۃ الی غیر ذلک من صیغ کثیرۃ ۱۲ منہ (م)

ہر چیز کا نور ہے اور مالک حمد ہے۔ اور آپ کا یہ قول: اے اللہ! تیری مخلوق کے لئے تیرے امتحان اور تیرے حکمت والے عمل پر تیری حمد۔ ہمارے گھر والوں کے لئے امتحان اور تیری کارسازی پر حمد۔ اور خاص ہماری جانوں میں تیرے امتحان وکارسازی پر حمد۔ ہمیں ہدایت دینے پر تیری حمد، اور ہمیں عزت دینے اور ہمیں مستور کرنے پر تیری حمد، قرآن سے تیری حمد اہل ومال دینے پر، عافیت دینے پر تیری حمد، حتی کہ تو راضی ہوجائے، تیرے لئے حمد ہے جب تو راضی ہو، اے تقوٰی اور مغفرت والو۔ اور ان جیسے دیگر الفاظ کثیرہ سے حمد پڑھے ۱۲ منہ (ت)

ومنها اللھم لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک وعظیم سلطٰنک، ومنھا اللھم لک الحمد شکراً ولک المن فضلا، ومنھا اللھم لک الحمد کما تقول وخیرا مما نقول الی غیر ذلک مما وردت بہ الاحادیث فلیجمعھا او لیکتف ببعضھا، ویعجبنی ان یختمھا بقولہ اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک فانہ من اجمع حمد واوسع ثناء علیہ سبحنہ وتعالٰی ومن لم یحسن من ذلک شیأ فلیقل الحمد للہ ثلثا او لیقرء الفاتحۃ او اٰیۃ الکرسی بنیۃ الثناء فلا یجد ثناء افضل منھا **ثم یصلی ویسلم علی النبی** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احدی عشرۃ مرۃ اذ لا یستجاب دعاء الا بالصلٰوۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وامر بالسلام احرازا للفضلین واحترازا عن الخلاف فان من العلماء من کرہ الافراد ثم العبد یختار ھھنا الصلٰوۃ الغوثیۃ المرویۃ عن سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ، وھی اللھم صل علی (سیدنا عہ ومولٰنا) محمد

اور ہر سانس کے وقت ہو، اور ایک اور یہ ہے: اے اللہ! تیرے لئے تیری ذات کے جلال اور تیری عظیم سلطنت کے شایانِ شایان حمد ہو اور ایک یہ ہے: اے اللہ! شکر بجا لانے کے لئے تیری حمد اور تیرا احسان و فضل ہے۔ اور ایک یہ ہے: اے تیرے لئے وہ حمد جو تُو نے فرمائی اور وُہ بہتر جو ہم کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر جو احادیث میں مروی ہیں سب کو یا بعض کو پڑھے۔ اور مجھے تو پسند ہے کہ آخر میں یہ حمد پڑھے: اے اللہ! میں تیری ثناء کو بجا نہیں لاسکتا جس طرح تُو نے خود اپنی ثناء فرمائی ہے کیونکہ یہ حمد بہت جامع اور وسیع ہے۔ اور اگر کسی مذکورہ محامد میں سے کوئی حمد یاد نہ ہو تو تین بار الحمد للہ پڑھ لے یا سورہ فاتحہ یا آیۃ الکرسی حمد و ثنا کی نیت سے پڑھے، ان سے بہتر ثناء نہ پاؤ گے، اور پھر آخر میں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود و سلام گیارہ مرتبہ پڑھے کیونکہ درود شریف کے بغیر کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی اور سلام کا بھی حکم ہے تاکہ دونوں کی فضیلت ہو جائے۔ اور بعض علماء نے دونوں میں سے ایک پر اکتفاء مکروہ قرار دیا ہے اس لئے دونوں کو ملا کر پڑھنے سے اس خلاف سے بچے گا۔ پھر بندہ کو یہاں درودِ غوثیہ جو آپ سے مروی ہے

عہ اعلم ان لفظہ سیدنا ومولانا من زیادات للفقیر علی ما بلغنا عن مشایخنا وقد زاد امیر المؤمنین عمر وابنہ عبد اللہ

سیدنا و مولانا کا لفظ اس فقیر نے بڑھایا ہے، یہ لفظ ہمارے مشائخ کا نہیں، یہ اضافہ جائز ہے جیسا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق اور ان کے صاحبزادے عبد اللہ

(باقی برصفحہ آئندہ)

معدن الجود والكرم وآله وسلم والعبد يقولها هكذا اللهم صل على سيدنا ومولٰنا محمد معدن الجود والكرم وآله الكرام وابنه الكريم وامته الكريمة يا اكرم الاكرمين وبارك وسلم ثم ليتوجه بقلبه الى المدينة الطيبة و ليقل احدى عشرة مرة يا رسول الله يا نبي الله اغثني وامددني في قضاء حاجتي يا قاضي الحاجات **ثم يخطو الٰى جهت العراق** وهو من بلادنا بين الشمال والمغرب افاده سيدي حمزة رضي الله تعالٰى عنه وهي ايضا جهة المدينة المنورة وكربلاء و العبد الضعيف قد استخرج جهة حضرة بغداد من بلدتا بريلي بالمؤامرة البرهانية على ان عرضها لج ک[عـه] وطولها مد کح[عـه٢] وعرض بريلي

پسندیدہ ہے اور وہ یہ ہے: اے اللہ! ہمارے آقا و مولٰی محمد جُود و کرم کی کان پر رحمت نازل فرما اور آپ کی آل پر، اور سلامتی نازل فرما۔ جس کو یہ بندہ یوں پڑھتا ہے: اے اللہ! ہمارے آقا و مولٰی محمد جُود و کرم کی کان پر اور آپ کی برگزیدہ آل اور کریم بیٹے اور برگزیدہ امت پر صلوٰۃ و سلام فرما اے برگزیدوں کے برگزیدہ، اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف دلی توجہ کرکے گیارہ مرتبہ یُوں پڑھے: یا رسول اللہ یا نبی اللہ! میری مدد کرو، اور اے حاجات پُوری کرنے والے! میری حاجت کے پُورا ہونے میں مدد فرماؤ۔ اور پھر عراق کی طرف قدم بڑھائے، اور ہمارے ہاں عراق شمال مغرب میں ہے یہ میرے آقا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اور یہی مدینہ منورہ اور کربلا معلی کی جہت ہے۔ اور اس عبدِ ضعیف نے اپنے علاقہ بریلی سے دربار بغداد کی جہت جیومیٹری کی بنیاد پر متعین کی ہے یوں کہ بغداد کا عرض لج ک اور اس کا طول مد کح اور بریلی کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

رضي الله تعالٰى عنهما على تلبية رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم واجاز العلماء زيادة السيادة في الصلوٰة كما في در المختار فكيف في غيرها وقصة الترك في قراءة دلائل الخيرات معلومة والولاية مثل السيادة ١٢ (م)

[عـه] ثلاث وثلاثون درجة و ثلث ١٢ (م)

[عـه٢] اربع واربعون درجة وثمان وعشرون دقيقة ١٢ (م)

رضی اللہ تعالٰی عنہما نے تلبیہ کے الفاظ میں زائد الفاظ شامل کیے، اور ہمارے علماء نے بھی درود شریف میں "سیدنا" کا لفظ بڑھایا جیسا کہ درمختار میں ہے تو اس کے غیر میں بھی جائز ہوگا، نیز دلائل الخیرات میں ترکی کا قصہ معلوم ہے جبکہ ولایت بھی سیادت کے معنی میں ہے ۱۲ (ت)

تینتیس ۳۳ درجے اور ایک ثلث ۱۲ (ت)

چوالیس ۴۴ درجے اور ۲۸ دقیقے ۱۲ (ت)

كحـ[1] كا وطولها عطـ كز[2] الانحراف الشمالى اعنى من نقطة المغرب الى نقطة الشمال يحـ يحـ[3] فيستخرج خط الزوال ويقيم عليه عمودا الى المغرب ويدير عليهما قوسا بجعل راس القائمة مركزا فيجزيها اخماسا[4] ويصل خطا بين الراس والخمس الاول مما يلى المغرب فهذا الخط هو سمت حضرة بغداد اما المدينة الكريمة فاربع درج اعنى حز من نقطة المغرب الى الشمال على ما استخرجت بعدة طرق برهانية احدى عشرة خطوة معتدلة معتادة فانه المتبادر من الكلام لا ما يفعله بعض العوام من انهم لا يرفعون قدما ولا يخطون خطوة وانما يتقدمون كل مرة نحو ثلث اصابع او اربع فليس هذا من الخطوة فى شیٔ وانما امرنا بالخطا فالعدول عنها بدون ضرورة

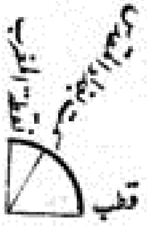

عرض كحـ اور اس کا طول عطـ کز ہے۔ اس سے شمالی انحراف یعنی نقطۂ مغرب سے نقطۂ شمال کی طرف یحـ یحـ حاصل ہوا، اب خطِ زوال نکال کر اس پر قائمہ کی صورت میں عمود، مغرب کی طرف کھینچا جائے اور خطِ زوال اور عمود پر قوس اس طرح بنایا جائے کہ راس القائمہ کو مرکز قرار دیا جائے اور قوس کے پانچ جزء بنائے جائیں اور راس القائمہ اور مغرب کی طرف سے پہلے خمس کو خط کے ذریعے ملایا جائے تو یہ خط دربارِ بغداد کی جہت ہوگی۔ لیکن مدینہ منورہ نقطۂ مغرب سے شمال کی جانب چار درجے ہے جیسا کہ میں نے جیومیٹری کے متعدد طریقوں سے معلوم کیا ہے بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم عادت کے مطابق درمیانے قدم چلے کیونکہ کلام سے یہی سمجھا جارہا ہے اور بعض عوام کی طرح نہ کرے کہ وہ قدم چلنے کی بجائے ہر مرتبہ صرف تین یا چار انگشت آگے بڑھتے ہیں حالانکہ یہ قدم کا فاصلہ نہیں کہلاتا، جبکہ ہمیں گیارہ قدم کے بارے میں حکم ہے اس لئے بغیر ضرورت اور بلا عذر اس حکم سے عدول نہیں کرنا چاہئے، اور یہ عدول غلط ہے۔ ہاں اگر

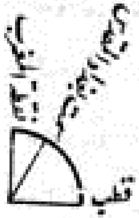

---

[1] عـه ثمان وعشرون درجة واحدى وعشرون دقيقة ۱۲ (ص)

[2] عـه۲ تسع وسبعون درجة وسبع وعشرون دقيقة من قرنيص مرصد لندن ۱۲ (م)

[3] عـه۳ ثمانى عشرة درجة ومثلها الدقائق ۱۲ (م)

[4] عـه۴ اقتصر على التخميس لعدم الحاجة الى تدقيق الدقائق مع ما فيه من الدقة ۱۲ (م)

[1] ۲۸ درجے اور ۲۱ دقیقے ۱۲ (ت)

[2] ۷۹ درجے اور ۲۷ دقیقے، لندن کی قرنیص رصدگاہ سے ۱۲ (ت)

[3] ۱۸ درجے اور ۱۸ دقیقے ۱۲ (ت)

[4] پانچ حصوں کو بیان کیا ہے کیونکہ دقیقے بنانے میں دقت ہے ۱۲ (ت)

عین الخطأ نعم ان کان فی مضیق لا یجد مساغا للخطوات المعهودة ولا الخروج الی مندوحة فلیأت بما استطاع وأشد شناعة من هذا ما رأیت بعضهم من انه یصلی رکعتین حتی اذا کان فی أخر قراءة الاخری انحرف الی العراق فتخطی، ثم عاد الی مکانه فتوجه نحو القبلة واتم الصلوٰة ولا یدری المسکین ان هذا مع مخالفة للوارد[1] مفسد[2] لصلوٰته وابطال العمل حرام ثم النفل یجب بالشروع فیلزمه القضاء وهو لا یریده ولا یدری به فیأثم مرتین[3]. ولمثل هذا ورد[4] فی الحدیث "المتعبد بغیر فقه کالحمار

عذر ہو مثلاً جگہ تنگ ہو اور پورا قدم چلنے کی گنجائش نہ ہو اور کھلی جگہ نہ ملے تو پھر حسب گنجائش قدم کا فاصلہ بنائے، اور اس سے بڑھ کر قابلِ اعتراض وہ صورت ہے جو میں نے بعض جہال کو کرتے دیکھا کہ وہ دو رکعت پڑھتے ہوئے دوسری رکعت کی قراءت کے آخر میں نماز میں ہی عراق کی طرف منہ پھیر کر چلتے ہیں اور گیارہ قدموں کے بعد پھر واپس پہلی جگہ پر لوٹ کر قبلہ رُو ہو جاتے ہیں اور پھر نماز کو مکمل کرتے ہیں، ان غریبوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ طریقہ مرویہ کے خلاف بھی ہے اور اس سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے، حالانکہ عبادت کو شروع کرکے توڑنا حرام ہے۔ چونکہ نفل ہیں، اور نفل شروع کرنے سے لازم ہو جاتے ہیں اس لئے ان پر دو رکعتوں کی قضا لازم ہے، جبکہ اسے مسئلہ معلوم ہی نہیں تو قضا کیا کرے گا لہٰذا اس کو دوہرا گناہ ہے۔ ایسے ہی شخص کے بارے میں حدیث شریف

---

[1] فی صفة هذه الصلوٰة عن سیدنا الغوث الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه کما سمعت ۱۲ (م)

[2] لان المشی عمل کثیر ۱۲ (م)

[3] اثم الابطال حاضر الوقت واثم ترک القضاء یظهر عند الموت، والعیاذ بالله تعالیٰ ۱۲ (م)

[4] اخرجه ابونعیم فی الحلیة عن واثلة بن الاسقع رضی الله تعالیٰ عنه، ومثله قول علی کرم الله وجهه قصم ظهری اثنان جاهل متنسک وعالم متهتک نسأل الله العفو والعافیة ۱۲ (م)

اس نماز کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ طریقہ میں جیسا کہ میں نے سنا ۱۲ (ت)

کیونکہ چلنا، کثیر عمل ہے ۱۲ (ت)

• ایک جاری عبادت کو توڑنا وقتی گناہ اور دوسرا گناہ قضا کا ترک جو موت کے وقت ظاہر ہوگا العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ (ت)

اس کی تخریج امام ابونعیم نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی کتاب حلیہ میں کی ہے، اور ایسا ہی ایک قول حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے کہ دو چیزوں نے میری کمر توڑ دی ہے ایک جاہل عامل نے اور دوسرے متشدد عالم نے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کے خواستگار ہیں ۱۲ (ت)

فی الطاحونة[1] " وآکبر اثما منه شیخه الذی علمه هذا ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم هذا ولیکن عند التخطی علی هیأة الهیبة والخضوع والادب والخشوع، وانا احب ان یتخیل کانه حاضر فی بغداد ومرقده رضی الله تعالٰی عنه بین عینیه وهو راقد فیه مستقبل القبلة الکریمة والعبد یتعمد کرمه فیرید ان یتقدم الیه اذ یعتریه الحیاء من قبل المعاصی فیقف حیران کانه یستأذن ویستشفع الیه رضی الله تعالٰی عنه بسعة جوده وبشری مقالته ان لم یکن مریدی جیدا فانا جید[2]"، فبینا هو

میں آیا ہے کہ بغیر علم عبادت کرنے والا اس گدھے کی طرح ہے جو آٹے کی چکی میں جتا ہو۔ ایسا عمل کرنے والے سے بڑھ کر اس کا وہ شیخ مجرم ہے جس نے اسے یہ طریقہ بتایا ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اور قدم چلتے وقت خشوع، خضوع اور ادب وہیبت کی کیفیت ہونی چاہئے، اور مجھے یُوں پسند ہے کہ اس وقت یوں خیال کرے کہ وہ بغداد شریف میں آپ کی مرقد شریف کے سامنے حاضر ہے اور اسے دیکھ رہا ہے اور یہ خیال کرے کہ حضور غوثِ اعظم اپنی قبرِ انور میں قبلہ رُو سوئے ہوئے ہیں اور قدم چلنے والا بندہ آپ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے آگے بڑھنے کا ارادہ کئے ہُوئے ہے مگر اپنے گناہوں کے پیش نظر آگے جانے میں حیا کرتے ہُوئے حیران کھڑا ہو جاتا ہے اور گویا اب آپ سے بڑھنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور آپ سے شفاعت طلب کر رہا ہے کیونکہ آپ کا جُود وسخا وسیع ہے اور آپ کی یہ بات بشارت ہے کہ "اگر میرا مرید خوب نہیں میں تو خوب تر ہوں۔" قدم

عہ اخرج الامام الشنطوفی روّح الله تعالٰی روحه فی بهجة الاسرار عن الشیخ القدوة ابی الحسن علی القرشی قال قال سیدی الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلی رضی الله تعالٰی عنه اعطیت

امام شنطوفی نے بہجۃ الاسرار میں شیخ امام ابو الحسن علی قرشی سے تخریج فرمائی ہے کہ میرے آقا حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدِّ بصر تک دراز ایک دفتر مجھے عطا کیا گیا جس میں میرے

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] حلیۃ الاولیاء عنوان ۳۱۸ خالد بن معدان عن واثلہ بن الاسقع مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۵/ ۲۱۹

[2] بہجۃ الاسرار ومعدن الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراہم " مصطفی البابی مصر ص ۱۰۰

کذلك وھو رضی اللہ تعالٰی عنہ ینظر الیہ و یعلم فقرہ وحیاءہ اذ یجئ الکرم العمیم فیشفع للعبد الاثیم فکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول اذنت لھذا الفقیر المضطر ان یخطو الی تلك الخطوات، و **یذکر فیھا اسمی** ولا یخشی المعاصی عندی فانی انا ضمینہ وکفیل مھماتہ فی الدنیا والاخرۃ فینشط العبد ویتقدم علی اقدام الوجد قائلا علی کل خطوۃ یاغوث الثقلین ویاکریم الطرفین فانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حسنی الاب حسینی الام اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یاقاضی الحاجات

بڑھانے والے کی اس کیفیت کو آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کے فقر و حیا کو جان کر آپ وسیع کرم فرمائیں گے اور اس بندے گنہ گار کی شفاعت فرمائیں گے، اور گویا یہ فرمائیں گے کہ میں اس فقیر تنگدست کو اپنی طرف قدم بڑھانے کی اجازت دیتا ہوں، یہ چلتے ہوئے میرا نام ذکر کرے اور میرے پاس آکر اپنے گناہوں کا فکر نہ کرے کیونکہ میں دنیا و آخرت میں اس کی مشکلات کا کفیل اور ضامن ہوں، تو بندہ یہ سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور ہر قدم پر وجدانی کیفیت میں "یا غوث الثقلین" "یا کریم الطرفین" پکارتا ہے (کریم الطرفین اس لئے کہ آپ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں) اور کہتا ہے میری حاجت برآری میں میری مدد کرو اے حاجات کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سجلا مد البصر فیہ اسماء اصحابی و مریدی الی یوم القیٰمۃ وقیل لی قد وھبوا لك وسألت مالکا خازن النار ھل عندك من اصحابی احد فقال لا وعزۃ ربی و جلالہ ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض ان لم یکن مریدی جیدا فانا جید، وعزۃ ربی و جلالہ لا برحت قدمای من بین یدی ربی حتی ینطلق بی وبکم الی الجنۃ[لہ] اھ والحمد للہ رب العٰلمین الکرم عمیم والرجاء عظیم ۱۲ منہ (م)

ساتھیوں اور مریدین کے نام ہیں جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے مجھے کہا گیا یہ آپ کی ملکیت ہے۔ اور میں نے جہنم کے خازن فرشتے سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ربِ ذوالجلال کی عزت کی قسم کہ تمام مریدین پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے۔ اور فرمایا: اگر میرا مرید خوب نہیں تو میں خوب تر ہوں، اور ربِ ذوالجلال کی عزت کی قسم میں اس وقت اللہ تعالٰی کے دربار سے حرکت نہ کروں گا جب تک مجھے اور تم سب کو جنت کا پیغام نہ مل جائے گا، الحمد للہ رب العٰلمین الکریم ۱۲ منہ (ت)

[لہ] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ و بشراہم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۰

ثم ليدع الله سبحٰنه وتعالیٰ متوسلا اليه بجاه سيد المرسلين صلى الله تعالیٰ عليه وسلم ثم بجاه ابنه هذا السيد الكريم غوثنا الاعظم رضى الله تعالیٰ عنه ، وليراع اٰداب الدعاء المذكورة فى كلمات العلماء كالحصن الحصين وغيره ومن احسن من فضلها وجمع شتاتها مقدام المحققين امام المدققين العالم الربانى سيدى ووالدى قدس سره الزكى فى كتابه الشريف "احسن الوعاء لاٰداب الدعاء" وقد لخصها تلخيصا حسنا

پورا کرنے والے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے (غوث اعظم) کے وسیلے سے دُعا کرے، مذکورہ دُعا میں ان آداب کا خیال رکھے جو علماءِ کرام نے ذکر فرمائے جیسا کہ "حصن حصین" وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ مختلف دعاؤں کو جمع کرنے اور فضیلت بیان کرنے والوں میں میرے والد گرامی نے اپنی کتاب "احسن الوعاء لآداب الدعاء" میں بہترین دعاؤں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر ان کا خلاصہ محققین کے امام، مدققین کے پیشوا، عالم ربانی، میرے آقا والد گرامی قدر قدس سرہٗ نے اپنی بہترین کتاب

عـه هو البحر الزاخر البدر الباهر ، النجم الزاهر ، حامى السنن ، ماحى الفتن العالم العامل الفاضل كامل ، الحاج الزائر ، الجامع المفاخر مولٰنا المولوى محمد نقى على خان المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى البريلوى اجل خلفاء حضرة شيخنا ومرشدنا بحر الرحمة مولى النعمة حضرة السيد الشاه آل الرسول الاحمدى مارهرى قدس الله تعالیٰ سرهما وافاض علينا برهما ، ولد رحمه الله تعالیٰ مستهل رجب ١٢٤٦ھ ونشأ فى حجر العلم والعرفان تفقه على ابيه الفاضل الاجل العارف الاكمل مولٰنا المولوى محمد رضا على خان قدس سره وصنف تصانيف

یہ گہرا سمندر، روشن چاند، چمکنے والا ستارہ، سنت کی حمایت والا اور فتنوں کو مٹانے والا، عالم باعمل، کامل فاضل الحاج اور مدینہ منورہ کی زیارت والا، فخر کا جامع، مولانا مولوی محمد نقی علی خان محمدی، سُنّی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی، خلیفۂ اجل حضرت ہمارے شیخ، مرشد، رحمت کے دریا، نعمت کے مالک، حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی (قدس اللہ سرہما) اللہ تعالیٰ ان کی بھلائی کا ہم پر فیضان فرمائے، آپ کی پیدائش ابتدائے رجب ۱۲۴۶ھ میں ہوئی، انہوں نے علمی اور عرفانی ماحول میں پرورش پائی اور اپنے والد فاضل اجل عارف اکمل مولانا مولوی محمد رضا علی خاں قدس سرہٗ سے علم حاصل کیا، اور ۲۵ کے قریب تصنیفاتِ جلیلہ تصنیف فرمائیں، اور ان کتب میں سے یہ کتاب "جواہر البیان"

(باقی برصفحہ آئندہ)

في باب الحج من كتابه "المستطاب جواهر البيان في اسرار الاركان" وليبدأ بيا ارحم الراحمين ثلثا فان من قاله ناداه ملك موكل به ان ارحم الراحمين قد اقبل عليك وبيا[عه] بديع السموٰت والارض ياذا الجلال والاكرام فانه اسم الله الاعظم على قول وكذا التسبيح سيدنا ذي النون على نبينا الكريم وعليه الصلوٰة والتسليم وليختمه بآمين[عه] ثلثا فانه خاتم الدعاء ومما خص الله تعالٰى به هذه الامة المرحومة وبالصلوٰة[عه] والسلام على خاتم النبيين والحمد[عه] لله رب العٰلمين ليكون البدء وختم كلامها بالصلوٰة على واهب الصلوٰة صلى الله تعالٰى عليه وسلم، فان الدعاء طائر والصلوٰة جناحه فبذلك يتم الجناحان ولان الصلوٰة عليه عليه الصلوٰة و

"جواہر البیان فی اسرار الارکان" کے باب الحج میں بیان فرمایا اور دُعا کی ابتداء میں "یا ارحم الراحمین" تین مرتبہ کہے، کیونکہ جو شخص یہ کہتا ہے تو اس کو فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ بیشک ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہے، اور "یا بدیع السمٰوٰت والارض یاذا الجلال والاکرام" بھی ابتداء میں پڑھے کیونکہ ایک قول کے مطابق یہ "اسمِ اعظم" ہے، ایسے ہی حضرت سیدنا ذی النون علیہ السلام کی تسبیحاتِ باری تعالٰی کو ابتداء میں پڑھے اور دعا کے آخر میں تین مرتبہ آمین کہے کیونکہ یہ دُعا کی مُہر ہے اور یہ خاص اس اُمتِ مرحومہ کو عطیہ ہے، اور دعا کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام، اور "الحمد للہ رب العٰلمین" پڑھے تاکہ دُعا کی ابتداء اور اس کا خاتمہ، نمازیں عطا کرنے والے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے درود شریف پر ہو جائے، یہ اس لئے کہ دُعا ایک پرندہ ہے اور درود شریف اس کے پَر ہیں، اور اس لئے بھی کہ درود شریف مقبول ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

جليلة تاقت خمسة وعشرين من اجلها هذا الكتاب "جواهر البيان" الذي لم يُر مثله في بابه والتفسير الكبيرة لسورة الانشراح وسرور القلوب في ذكر المحبوب واصول الرشاد لقمع مباني الفساد واذاقة الاثام لمانعي عمل المولد والقيام وغير ذلك توفي سلخ ذي القعدة سنة ۱۲۹۷ھ رحمه الله تعالٰى رحمة واسعة (م)

بے مثل ہے، اور ایک سورہ الم نشرح کی تفسیر فرمائی ہے اور ایک سرور القلوب فی ذکر المحبوب، اور ایک اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، اور اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام وغیر ذلک ہیں۔ اور آپ کی وفات آخر ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ میں ہوئی، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ (ت)

السلام مقبولة لا شك فاذا استجیب الطرفان فالله تعالٰی اکرم من ان یدع ما بینهما ولیکن الدعاء وترا فان الله وتر یحب الوتر ولیصل بعد کل مرة علی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فانه لم یر شیئ اجلب للاستجابة من الصلوٰة والسلام علی هذا النبی الکریم علیه وعلٰی اٰله افضل الصلوٰة والتسلیم ولیجتهد ان تخرج دمعة فانها علم الاجابة فان لم یبك فلیتباك فمن تشبه بقوم فهو منهم ثم المختار عندی ان یبقی حین الدعاء ایضا کما هو مستقبل الجهة العراقیة فانها کما اسمعناك جهة الشفعاء الکرام ولا علیه ان لا ینحرف الی القبلة وقد[عه] سأل ابوجعفر المنصور ثانی الخلفاء العباسیة

توجب دعاء کے ابتداء وانتہاء میں درود ہوگا تو اللہ تعالٰی کے کرم سے بعید ہے کہ وہ درمیان میں دعا کو قبول نہ فرمائے، اور دُعا میں وتر کا لحاظ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالٰی وتر ہے اور وِتر کو پسند فرماتا ہے اور ہر بار درود شریف پڑھے کیونکہ درود شریف سے بڑھ کر کوئی چیز مقبولیت کو حاصل کرنے والی نہیں ہے صلی اللہ تعالٰی علی النبی الکریم وآلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ، اور کوشش کرے کہ دُعا میں آنسو نکلیں کیونکہ یہ بھی قبولیت کی علامت ہے، اگر رونا نہ آئے تو رونے والی صورت بنائے کیونکہ جو کسی کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ بھی انہی میں شمار ہوتا ہے پھر مجھے یہ پسند ہے کہ دعا کے وقت بھی عراق کی طرف متوجہ رہے کیونکہ یہ جہت شفاعت والوں کی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں، لہذا اس دعا میں قبلہ کی طرف متوجہ نہ رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ابوجعفر منصور خلیفہ ثانی خاندانِ عباسیہ نے

[عه] قال الفقیر احمد رضا غفر الله تعالٰی له ابنأنا سراج الحنفیة عبد الرحمٰن بن عبد الله السراج المکی عن مفتی الحنفیة جمال بن عمر المکی عن المولی عابد السندی المدنی عن الشیخ صالح الفلانی عن محمد بن سنة عن الشریف محمد بن عبد الله عن محمد بن ارکماش عن الحافظ ابن حجر العسقلانی عن ابی اسحٰق القنوجی عن ابی المواهب ربیع

فقیر احمد رضا غفرلہ کہتا ہے کہ مجھے خبر دی حنفیوں کے چراغ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج مکی نے، انھوں نے حنفیوں کے مفتی جمال بن عمر مکی سے روایت کی، انھوں نے آقا عابد سندی مدنی سے، انھوں نے شیخ صالح فلانی سے، انھوں نے محمد بن سنۃ سے، انھوں نے شریف محمد بن عبداللہ سے، انھوں نے محمد بن ارکماش سے، انھوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے، انھوں نے ابو اسحٰق قنوجی سے، انھوں نے ابومواہب ربیع بن ابی عامر

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

عالم المدینۃ مالك بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابا عبد اللہ استقبل القبلۃ و ادعوام استقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ولم تصرف وجھك عنہ وھو وسیلتك و وسیلۃ ابیك اٰدم علیہ السلام الی اللہ عزوجل یوم القیٰمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعك اللہ تعالیٰ اھ[1] فمن فعل ذلك موقنا بقلبہ

ایک دفعہ حضرت امام مالک عالمِ مدینہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سوال کیا کہ میں قبلہ رُو ہو کر دُعا کروں یا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرف متوجہ رہوں، تو امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب دیا کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے اپنا چہرہ نہ پھیر کیونکہ وُہ تیرا اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت کے روز اللہ تعالٰی کے دربار میں وسیلہ ہیں بلکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بن ابی عامر یحیی بن عبد الرحمٰن بن ربیع انا الحسن بن علی الغافقی اجازنا القاضی عیاض ثنا القاضی ابی عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن الاشعری و ابو القاسم احمد بن بقی الحاکم و غیر واحد فیما اجازونیہ قالوا انا ابو عباس احمد بن عمر بن دلہاث نا ابو الحسن علی بن فھر ابو بکر محمد بن احمد بن فرج نا ابو الحسن عبد اللہ بن منتاب نا یعقوب بن اسحٰق بن ابی اسرائیل نا ابن حمید قال ناظر ابو جعفر امیر المؤمنین مالکا فذکر الحدیث، وفیہ و قال یا ابا عبد اللہ ما استقبلُ الحدیث ۱۲ منہ یحفظہ اللہ تعالٰی ابدا۔ (م)

یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن ربیع سے، انھوں نے کہا کہ مجھے حسن بن علی غافقی نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ مجھے قاضی عیاض نے اجازت دی، انھوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی قاضی ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن اشعری اور ابوالقاسم احمد بن بقی حاکم وغیرہم نے مجھے اجازت دی اور انھوں نے فرمایا کہ ہمیں بیان کیا ابو عباس احمد بن عمر بن دلہاث نے، انھوں نے کہا کہ مجھے بیان کیا ابوالحسن علی بن فہر ابوبکر محمد بن احمد بن فرج نے، انھوں نے کہا مجھے بیان کیا ابوالحسن عبداللہ بن منتاب نے، انھوں نے کہا مجھے بیان کیا یعقوب بن اسحٰق بن ابی اسرائیل نے، انھوں نے کہا مجھے بیان کیا ابن حمید نے اور کہا کہ ابو جعفر امیر المومنین نے امام مالک سے بحث کی اور پُوری حدیث بیان کی اور اس میں ہے کہ ابو جعفر نے کہا اے ابو عبداللہ (مالک)! میں کس طرف منہ کروں، الحدیث ۱۲ منہ اللہ تعالٰی اس کی حفاظت فرمائے۔ (ت)

---

[1] کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ بلاد عثمانیہ ۲/ ۳۵

نسیم الریاض شرح شفاء 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 دار الفکر بیروت ۳/ ۳۹۸

[illegible]

غير مستعجل من ربه يقول دعوت فلم يجب لى قضى الله تعالىٰ حاجته مالم يدع باثم او قطيعة رحم فهذه صفتها و اللفظ الكريم مكتوب فيها بالحمرة ، و ما عليه خط احمر فهو الذى بلغنا عن مشايخنا قدست اسرارهم ، وما دون ذلك فهو من هذا العبد الاثيم غفر الله تعالىٰ له وليعلمن العارف ان ما ذكرته لا يركن الى خلاف لذرة من الكلمات العلية ، ولا فيه عليها زيادة اجنبية ، وانما هو تصريح مطوى ، او توضيح منوى ، او تبيين مجمل ، او تعيين افضل ، معتمدا فى ذلك على احاديث كثيرة ، اشرت اليها فى جمل يسيرة ، يعرفها الماهر كالشمس فى فئ ، ويمر الغافل كأن لم يكن شئ ، فجاءت بحمد الله عروسا مليحة ، مكشوفة النقاب عن عوارضها الصبيحة ، بحليتها حليتها ، ثم اجتليتها ، فالحمد لله اولا و اٰخرا ، و باطنا وظاهرا ، والمامول من لطف مولٰنا الشاه محمد ابراهيم ، و غيره من اخواننا القادرية سلمهم المولى الكريم ،

طرف متوجہ ہو کر ان کو شفیع بنا اللہ تعالیٰ تیرے لئے ان کی شفاعت قبول فرمائے گا، جو شخص دلی یقین سے یہ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا بشرطیکہ عجلت سے کام لیتے ہوئے مایوسی کا اظہار نہ کرے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ یہ دعا قبول ہوگی جبکہ اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ ہو۔" صلوٰۃ الاسرار" کا یہ طریقہ ہے (آپ کی طرف لکھی گئی تحریر میں) اصل منقول الفاظ سرخ سیاہی سے لکھے گئے ہیں اور جن الفاظ پر سرخ خط ہے وہ الفاظ ہمیں اپنے مشائخ کرام سے پہنچے ہیں، ان کے علاوہ باقی الفاظ مجھ گنہگار بندے کے زائد کردہ ہیں، اور عارف شخص ضرور جانے کہ میرے ذکر کردہ الفاظ اصل کلمات کے ذرہ بھر خلاف نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کوئی اجنبی زیادتی ہے بلکہ یہ مخفی کی تصریح اور نیت میں مراد کی وضاحت ہے یا پھر مجمل کا بیان یا افضل کی تعیین ہے اور یہ سب کچھ کثیر احادیث سے اخذ کردہ ہے جن کی طرف میں نے مختصر جملوں میں اشارہ کیا ہے جن کو ماہر خوب جانتا ہے جس طرح دھوپ اور سایہ کی معرفت رکھتا ہے اور غافل شخص کوئی توجہ کئے بغیر گزر جائے گا" الحمد للہ، صلوٰۃ الاسرار کا طریقہ، دلکش دلہن جس کے خوبصورت رخسار سے نقاب اٹھایا گیا ہو، کی طرح واضح طور پر حاصل ہو گیا، میں نے اس دلہن کو زیورات سے آراستہ کرکے مزید جلا دی ہے، الحمد للہ اولاً و آخراً، باطناً و ظاہراً۔ مجھے مولانا شاہ محمد ابراہیم (سائل) کی مہربانی سے توقع اور امید ہے کہ وہ اور دوسرے ہمارے قادری بھائی (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے) اس

ان لا ينسوا هذا الفقير فی صالح دعائهم، غبّ هذه الصلوٰة وفی سائر آنائهم، ويسمحوا له بسؤال المغفرة، وكمال العافية فی الدنيا والأخرة، والعبيد يدعوله ولهم، والدعاء يغنی عن ذروع واطم، لاسيما دعوة المسلم لاخيه بظهر الغيب، طهرنا الله جميعا من كل عيب، ووقانا شرور الجهل والريب، وحشرنا طرّا ای جمیعا ۱۲ فی الامة المحمدية، والجماعة المباركة السَّنِيَّة السُّنِّيَّة، والزمرة الكريمة القادسة القادرية، انه علی ما يشاء قدير، فنعم المولٰی ونعم النصير۔

لطيفة نظيفة: بامره رضی الله تعالٰی عنه ان يخطو احدى عشرة خطوة، علمت ان لهذا العدد مزية اختصاص بالحضرة القادرية من زمنه رضی الله تعالٰی عنه وليس ان القادريين هم اختاروه لكون العرس الشريف فی الحادی عشر ولكن لم اكن اعلم سرًّا فی ذلك حتی صليت فی شاهجهان أباد[عـه]

صلوٰۃ الاسرار کو پڑھنے کے بعد کسی مرحلہ پر بھی اس فقیر کو اپنی دُعاؤں میں نہ بھُولیں گے، اور اس کے لئے مہربانی فرماتے ہُوئے مغفرت اور دنیا و آخرت میں عافیت کی دُعا کریں گے، اور یہ بندہ بھی ان کے لئے دعا گو رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ ہتھیاروں اور قلعوں سے دعا مستغنی کر دیتی ہے خصوصاً وہ دُعا جو پسِ پشت مسلمان بھائی کے لئے کی جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالٰی ہم سب کو ہر قسم کے عیب سے پاک فرمائے اور جہالت کے شر و شک سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو اُمتِ محمدیہ میں اٹھائے اور اہلِ سنت و جماعت کی مبارک اور قیمتی جماعت اور سلسلہ کریمہ قادریہ میں شامل رکھے، اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے پس وُہ اچھا مددگار اور اچھا آقا ہے۔

پاکیزہ لطیفہ: حضور غوثِ اعظم کے حکم کے مطابق گیارہ قدم چلے اور یہ یقین کرے کہ اس عدد کو خاص خصوصیت دربارِ قادریہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حاصل ہے، اور یہ خیال نہ کرے بعد میں قادری سلسلہ والوں نے گیارھویں شریف کی مناسبت سے ایسا کیا ہے، لیکن مجھے خود گیارہ قدموں کا راز معلوم نہ تھا حتی کہ ایک روز میں نے شاہجہان آباد

[عـه] هی قاعدة ديار الهند المعروفة بدهلی وكان ذلك سنة اثنتين بعد الالف وثلثمائة حين شددت اليها رحلی قاصدا زيارة سيدی سلطان المشايخ نظام الحق والدين قدس الله تعالٰی سره المكين ۱۲ منه (م)

یہ ہندوستان کا مرکزی مقام (ضلع) ہے جو دہلی کے نام سے معروف ہے اور یہ واقعہ ۱۳۰۲ھ کا ہے جب میں وہاں سیدی سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ کی حاضری کے ارادہ سے گیا ۱۲ منہ (ت)

ذات ليلة صلٰوة الاسرار وانا مقبل عليها بشراشر[عه ١] قلبي ما كانت مني التفاتة الى ذلك اذ لمعت بارقة سر جليل، في خاطر كليل، والله اعلم متى جاءت وكيف جاءت ما شعرت بها الا وهي حليلة ببالي فتأملتها بعد الفراغ من الصلٰوة فاذا هي كما اود واشتهي، وهي ان في احد عشر عقدا ووحدة، وهما[عه ٢] بالحروف ياء والف والمجموع "يا" ان

میں رات کے وقت صلٰوۃ الاسرار پڑھی اور میں پوری توجہ قلبی سے مصروف تھا اور میرا اس راز کی طرف ذرا بھی التفات نہ تھا کہ میرے دل پر ایک عظیم راز دار تجلی چمکی، خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ کب اور کس طرح یہ چمک آئی جبکہ وہ میرے دل میں سرایت کر چکی تھی میں نے نماز سے فارغ ہوکر غور و تأمل کیا تو وہ میری مراد اور خواہش میری تمنا کے مطابق تھی وہ قلبی القاء یہ تھا کہ گیارہ کے عدد میں ایک دہائی اور ایک کا عدد ہے، اور (ابجد کے حساب سے) دس کا حرف "ی" اور

عه ١ ای بجمیع اجزائه ١٢ (م)

عه ٢ اعلم ان ما لا یوجد له حرف واحد فالمصیر فیه الی الترکیب و یجب القصر علی اقل ما یمکن فلا یختار الثلاثی ما امکن الثنائی ولا الرباعی ما ساغ الثلاثی کما لا یختار الثنائی ما وجد حرف واحد ثم الحاجة الی الترکیب انما تقع فیما بین عقد وعقد الی مائة وفی العقود غیر المئات المحضة ایضاً من مائة الی الف ثم تدوم الی ما لا نهایة له وذلك لان العقود والمئات لکل منهما حروف معلومة فالترکیب الثنائی مثلا وان تصور بجمع آحاد الی آحاد کمثل طب وجج وند وهو فی احد عشر وهو اول ما یحتاج الی ذلك لکن اختیار بعض منها دون بعض ترجیح بلا مرجح

یعنی مکمل طور پر ١٢ منہ (ت)

جب کوئی عدد ایک حرف والا نہ ہو تو وہاں ترکیب ضروری ہے اور ترکیب حسبِ ضرورت ہوگی اگر ترکیب ثنائی کافی ہو ثلاثی کی ضرورت نہیں اور ثلاثی کافی ہو تو رباعی کی ضرورت نہیں جیسا کہ ایک حرف والے کے لئے ثنائی ترکیب کی ضرورت نہیں ہے، پھر اکائیوں اور دہائیوں میں سَو تک ہوگی، اور اسی طرح سَو سے اُوپر ہزار تک، لیکن خالص دہائیوں اور خالص سَو کے لئے ترکیب کی ضرورت نہیں (کیونکہ ان کے لئے ایک ایک حرف ہے مثلاً ترکیب ثنائی تمام اکائیوں کی آپس میں ہوسکتی ہے مثلاً طَبَ، جَج، نَدَ، گیارہ میں جو کہ پہلا عدد ہے جس میں ترکیب ثنائی کی ضرورت ہے اگرچہ کوئی دو حرف ملائے جاسکتے ہیں مگر ان حروف میں سے یہاں بعض کو لینا اور بعض کو نہ لینا بے مقصد ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

قدمت العقد و إلى ان   ایک کا حرف "الف" ہے اور اگر دہائی کو مقدم کریں تو دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والتركيب الطبعي ان يلتمس العقد فيوضع حرفه ثم حرف ما زاد عليه من الآحاد و هكذا فيقدم الالف ثم المثات ثم العشرات ثم الآحاد ويكفي هذا الى الف وتسعة وتسعين فلفظها "غظصط" فاذا زاد فيدور الامر فالفان "بغ" وثلثة آلاف "جغ" ومائة الف "قغ" والف الف "غغ" وهكذا الى ما لا نهاية له يعرف ذلك من يعلم ارقام الهيأة والنجوم ومن منافع هذا الوضع الامن من الالتباس في غالب الصور فان "غظصط" المذكور مثلاً ان كتب من دون نقط لتعينت الحروف بالوضع الطبعي فالاول لا يمكن ان يكون ع مهملة لانه لا يتقدم ظ ولا الثانی ط مهملة لانها لا تتقدم ص ولا الثالث ض معجمة لانها لا تعقب ظ ولا الرابع ظ معجمة لانها لا تعقب ص و تمام الكلام في رسالتنا اطيب الاكسير ۱۲ منه (م)

اس لئے طبعی ترکیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا وہ یہ کہ جو دہائی مقصود ہو پہلے اسے پھر اکائی جو مقصود ہو، اگر ہزار ہو تو پہلے ہزار پھر سو اور پھر دہائی اور پھر اکائی کو ترتیب وار ذکر کرکے ترتیب دی جائے گی یہ ترکیب ایک ہزار نو سو ننانوے تک کام دے گی، اس کے لئے حروف میں غظصط سے مرکب ہوگا، اور اس پر ایک زائد ہو تو دو ہزار ہوگا جس کے لئے حروف میں بغ، اور تین ہزار جغ، لاکھ کے لئے قغ، اور دس لاکھ کے لئے غغ، اسی طرح جتنا چاہے آگے جائے، جس کو علم نجوم اور ہیأۃ کی رقموں کی معرفت ہے خوب جانتا ہے۔ اس ترکیب کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان ہندسوں میں غلطی سے بچ جاتا ہے کیونکہ مثلاً غظصط میں اگر نقطے نہ بھی لکھے جائیں تو مذکورہ حروف اپنی طبعی ترتیب کے لحاظ سے سمجھے جاسکتے ہیں کیونکہ غ کو ع اور ظ کو ط نہیں پڑھ سکتے کیونکہ اس ترکیب میں ظ سے غ مقدم ہوتا ہے اور ع مقدم نہیں ہوسکتا ہے، اسی طرح ص سے ظ مقدم ہے ط مقدم نہیں ہوسکتا، اور آخری دو حروف ص، ط کو ض، ظ نہیں پڑھا جاسکتا، کیونکہ ض ظ کے بعد نہیں ہوسکتا اور یونہی ظ بھی ص کے بعد نہیں ہوسکتا ہے یہ اس لئے کہ ایک ترکیب میں بڑے عدد والا حرف پہلے اور چھوٹے والا بعد ہوتا ہے یہی ترکیب طبعی ہے اور یہ پوری بحث ہمارے رسالہ "اطیب الاکسیر" میں ہے ۱۲ منہ (ت)

عکست[عه۲]، و یا للنداء و اِی[عه] للایجاب فکانت فی ذلک اشارۃ الی معاملتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مع السائلین والفقراء المستغیثین فانھم فی مقام الکثرۃ مع کثرتھم فی انفسھم، واذا ارادو سؤال حاجاتھم من الحضرۃ العلیۃ توجھوا الی الوحدۃ وکان علیھم افراغ القلوب من تشتت الخاطر مع کونھم ھھنا علٰی منھج واحد، سواء منھم العاکف والباد وعظیم[عه۳] الملک و عدیم الزاد فقد انتقلوا بوجھین من الکثرۃ الی الوحدۃ و

حرفوں کا مجموعہ "یا" ہے اور اگر الٹ کریں تو مجموعہ "اِی" ہے جبکہ "یا" ندا اور طلب کے لئے ہے اور "ای" قبول و منظوری کے لئے ہے تو اس طرح گیارہ کے عدد میں حضور غوث اعظم کا سوال اور امداد طلب کرنے والے لوگوں سے معاملہ سمجھ آتا ہے (کہ جس طرح "یا" میں "ی" دہائی اور کثرت اور اس کے بعد "الف" وحدت ہے) یوں ہی سائلین کثیر تعداد والے کثیر مطالبہ کرنے والے اپنے مطالبات کو دربار عالیہ میں پیش کرتے ہوئے کثرت سے وحدت کی طرف متوجہ ہوں گے (کیونکہ آپ واحد ہیں) نیز یوں بھی کہ سائلین اور حاجتمند کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود غوث پاک کی طرف متوجہ ہونے میں یکساں ہیں خواہ وُہ شہری ہوں یا دیہاتی، شہنشاہ ہوں یا گدا، تو قلبی حاجات مختلف وکثیر تھیں ان کے ازالہ کا ڈھنگ ایک، لہٰذا کثرت

[عه] وقوعہ ھھنا علٰی قول انہ کنعم مطلقا ظاھر والا فالتقدیر یا سیدی ھل تقضی حاجتی الجواب ای واللہ ۱۲ منہ (م)

[عه۲] و ذلک طریق الارقام الجفریۃ یقدمون فیھا الآحاد ثم عشرات الخ فالف ومائۃ واحد عشر بارقامھم "ایقع" وبالارقام النجومیۃ "غقیا" ۱۲ (م)

[عه۳] الاضافۃ لفظیۃ ای عظیم ملکہ او معنویۃ فالعظیم بمعنی السلطان کعظیم الروم ای سلطانہ ۱۲ (م)

یہاں اس کا استعمال "نعم" کی طرح ہے جیسا کہ ایک قول ہے ورنہ اصل میں 'اے میرے آقا! کیا آپ میری حاجت روائی فرمائیں گے'، جواب میں اِی واللہ ہے ۱۲ منہ (ت)

یہ جفری علم کی رقم کا طریقہ ہے جس میں اکائی کو دہائی پر مقدم کرتے ہیں مثلاً ہزار' سو کے بعد گیارہ کا ذکر ان کی رقم میں "ایقع" ہے اور نجومی رقم میں "غقیا" ہے ۱۲ (ت)

یہ اضافت لفظی ہے یعنی اس کا ملک عظیم ہے اور اگر اضافت معنوی بنائی جائے تو عظیم بمعنی سلطان ہوگا جیسے عظیم الروم ہے ۱۲ (ت)

هذا شان[عه] يا وحركة الياء لاضطرابهم فى الطلب وتخصيص الفتح يدل مالهم من فتح وفيض ببركة هذا النداء، ثم هو رضى الله تعالٰى عنه مستغرق فى بحار الوحدة رفيع مقامه عن مجامع الكثرة فاذا نودى لكشف بلاء او رشف عطاء دعاه الكرم الى التنزل من غيب الوحدة الى مشاهد الكثرة وذلك شان[عه۲] إى والكسر يحكى التنزل وسكون الياء لتسكين قلقهم فكان المعنى انهم تحركوا من مقام الكثرة مضطربين وهم يوزعون متوجهين الى حضرة الوحدة متحدين هنالك فى الرغبة والرهبة وكان رضى الله تعالٰى عنه ساكنا فى مقام الوحدة فتنزل منه الى نادى الكثرة لتسكين قلوبهم واصلاح خطوبهم والحاصل انه اذا دعى يجيب وسائله لايخيب ومن عجائب

کے بعد وحدت جیسے "ی" کے بعد "الف" ہے، دو طرح سے ثابت ہے۔ یہ "یا" کے لحاظ سے ہے پھر "ی" کی حرکت، طالبین کے اضطراب، اور اس حرکت کا فتح ہونا اس ندا کی برکت سے فتح وفیض کی علامت ہے، اور "اِی" کے اعتبار سے یہ کہ حضور غوثِ اعظم بحرِ وحدت میں مستغرق ہیں اور کثیر اجتماعات سے آپ کا مقام بلند وبالا ہے، جب آپ کو مصائب مٹانے اور عطیات نچھاور کرنے کے لئے پکارا جاتا ہے تو آپ کو کرم وسخا مجبور کرتا ہے کہ آپ وحدتِ غیب سے تنزل فرما کر کثرتِ مشاہد پر توجہ فرمائیں (یہ وحدت سے کثرت کی طرف رجوع ہے جیسا کہ "اِی" میں "الف" اور پھر "ی" ہے) اور "اِی" کا کسرہ (زیر) تنزل کی حکایت ہے اور "ی" کا سکون طالبین کا پریشانی سے سکون ہے۔ معنٰی یہ ہوا کہ حاجتمند لوگ اضطراب کی حالت میں متفرق طور پر مقامِ کثرت سے مقامِ وحدت کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور سب کے سب امید وخوف میں یکساں ہیں اور آپ یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ مقامِ وحدت پر ساکن ہیں، پھر آپ ندا کرنے والے کثیر لوگوں کی طرف تنزل فرما کر ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں اور ان کی پراگندہ حالت کی اصلاح فرماتے ہیں غرضیکہ جب آپ کو ندا دی جائے تو آپ جواب دیتے ہیں اور

[عه] فانه ينتقل فيها من العقد الى الواحد ۱۲ (م)

[عه۲] فان الواحد مقدم فيه على الكثير ۱۲ (م)

کیونکہ اس میں دوئی سے اکائی کا انتقال ہے ۱۲ (ت)

کیونکہ واحد، کثیر پر مقدم ہے ۱۲ (ت)

صنع الله سبحنه وتعالٰی ان أ اول الحروف فلا حرف فوقها وی اٰخر الکل فلا حرف تحتها فمن ترقٰی من ی فلا مظهر له وراء أ ومن تنزل من أ فلا منزل له تحت ی فدل ذلك ان سيدنا رضی الله تعالٰی عنه اخذ فی الطرفين بغاية الغايات فتنقطع مطايا الكاملين دون سيره فی الله فلذا كانت قدمه علی جميع الرقاب ولذا قال رضی الله تعالٰی عنه الانس لهم مشايخ ، والجن لهم مشايخ ، والملئكة لهم مشايخ ، وانا شيخ الكل بينی وبين مشايخ الكل كما بين السماء والارض لا تقيسونی باحد ولا تقيسوا علی احدا وكذا اما استكمل المكملون[عه۱] سيره من الله ولذا كانت

سائل کو محروم نہیں کرتے۔ اللہ تعالٰی کے عجائبات میں سے ہے کہ "الف" پہلا حرف ہے اور "ی" آخری حرف ہے جس کے بعد کوئی حرف نہیں ہے، اگر کوئی "ی" سے آگے بڑھنا چاہے تو آگے الف ہی پائے گا، اور اگر کوئی الف سے آگے بڑھے گا تو "ی" سے آگے کوئی منزل نہ پائے گا تو گیارہ کے حرف یعنی "یا" سے پتا چلا کہ آپ دونوں طرف انتہائی مقاصد پر رسائی رکھتے ہیں اور تمام کاملین حضرات سیر فی اللہ میں غوث اعظم کی سیر فی اللہ سے بہت پیچھے ہیں، اسی لئے آپ کا قدم گردنوں پر ہے اور اسی لئے آپ نے فرمایا کہ انسان اور جن اور ملائکہ کے اپنے اپنے مشائخ ہیں جبکہ میں ان سب کا شیخ ہوں اور میرے اور تمام مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے مجھے کسی دوسرے پر اور کسی دوسرے کو مجھ پر قیاس نہ کرو، اور ایسے ہی کوئی کامل شخص آپ کی سیر فی اللہ کو اللہ تعالٰی سے کامل طور پر حاصل نہ کرسکا۔ یہی وجہ ہے کہ

عه۱ ای يجمع اولهم واٰخرهم ۱۲ (م)

یعنی ان کے اول اور آخر سب کو جمع کریں گے ۱۲ (ت)

عه۲ ولا حاجة الی ابداء استثناء الانبياء والمرسلين عليهم الصلٰوة والسلام فانه مركوز فی اذهان المسلمين وكذا الصحابة والتابعون لهم باحسان لما عرف فی محله وبالجملة فسيدنا رضی الله تعالٰی عنه افضل الاولياء الا من قائم الدليل علی استثنائه ۱۲ (م)

یہاں انبیاء و مرسلین کے استثناء کا اظہار ضروری نہیں کیونکہ یہ بات تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں مرکوز ہے یوں ہی صحابہ و تابعین کا استثناء بھی معلوم ہے حاصل یہ کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں مگر اس میں سے وہ لوگ مستثنٰی ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے ۱۲ (ت)

عه۳ هذا كذلك ۱۲ منه (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

عه۴ هذا كذلك ۱۲ منه (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

هدايته اتم واوفر، وطريقته انفع و ايسر، وكراماته اكثر واظهر، حتى لم ينقل عشرها ولا معشارها عن احد من الاولياء فيما نعلم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم، وأخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العٰلمين، والصلوٰة والسلام على خاتم النبيين، محمد وأله وصحبه اجمعين، وابنه هذا الفرد المكين، والغوث المبين، وعلينا بهم يا ارحم الراحمين، **وأوفى** ختامه شاٰبقين من صفر الخير يوم جمع المسلمين، سنة الف و ثلثمائة وخمس، من هجرة من أتى بالصلوات الخمس، وردّت لامره من المغرب الشمس، صلى الله عليه وعلى أله اجمعين، والحمد لله رب العٰلمين۔

آپ کی رہنمائی اتم اور اکمل ہے اور آپ کا طریقہ آسان و واضح ہے اور آپ کی کرامات کثیر اور غالب ہیں حتی کہ کسی ولی کی کرامات آپ کی کرامات کی نسبت عشر عشیر بھی منقول نہیں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالٰی بڑے فضل والا ہے۔ ہمارا آخری اعلان ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العٰلمین کے لئے ہیں اور صلوٰۃ وسلام خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و صحابہ پر اور آپ کے اس حاکم بیٹے اور واضح غوث پر اور ان کے ساتھ ہم پر یا ارحم الراحمین۔

اس رسالے کا اختتام ۲۴ صفر بروز جمعہ ۱۳۰۵ھ کو ہوا، سن ہجری اس ذات کی ہجرت جس کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں اور جن کے حکم پر مغرب سے سورج واپس پلٹا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین، الحمد للہ رب العٰلمین۔ (ت)

2/?